JAHAN-E-TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1 2022

آغا حشر کے ڈراموں کی تدوین کے لیے عشرت رحمانی کی خدمات

ISHRAT REHMANI'S SERVICES IN EDITING AGHA HASHAR'S DRAMAS

حسین ناہر خان

پی ایچ۔ڈی اُردو (سکالر)، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

ڈاکٹر عبدالرحیم

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج، سول لائنز لاہور

پروفیسر ڈاکٹر محمد خاں اشرف

شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

ABSTRACT:

Drama is regarded as the oldest form of Fine Arts. It represents the whole feelings and expectations of life with great extent. It is not only used to aware the people but also tragical elements played its role to minimize the affects of stark realities. Agha Hasher is considered as the Shakespeare of India. He wrote its first play "Murid-e-Shak" in 1899. It was presented on the stage for first time by "Alfred Natic Mandale" of Bombay. The fame of this play spread far flung not only in the subcontinent but also among Urdu speaking class of the world. He wrote many plays whose importance cannot be denied. He was a creative writer who paid considerable attention to the creation of drama but could not handle its scripts. This is the reason why the text of the plays he created had many errors which required its editing. This article sheds light on the role played by Ishrat Rehmani in editing Agha Hasher's plays.

Keywords: Drama, Editing, Agha Hashar, Ishrat Rehmani, Majlis-e-Traqui-e-Adab.

کلیدی الفاظ: ڈراما، تدوین، آغا حشر، عشرت رحمانی، مجلسِ ترقی اَدب

ملخص: ڈرامہ فنونِ لطیفہ کی قدیم اصناف میں شمار ہوتا ہے۔ یہ زندگی کے سبھی جذبات کی بھرپور عکاسی کرتا ہے۔ اس کے ذریعے سے جہاں لوگوں کی تعلیم و تربیت کا فریضہ سرانجام دیا جاسکتا ہے وہاں المیاتی عناصر تزکیہ نفس میں بھی اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ ڈرامے کی صنف میں آغا حشر کو انڈیا کا شیکسپیئر کہا جاتا ہے۔ آغا حشر نے اپنا پہلا ڈرامہ 1899ء میں لکھا جسے بمبئی کی ''الفریڈ ناٹک منڈلی'' نے اسٹیج پر پیش کیا اس ڈرامے کی شہرت برصغیر کے دُور دراز تک پھیل گئی۔ انھوں نے کئی ڈرامے لکھے جن کی اہمیت سے کسی صورت بھی انکار ممکن نہیں۔ وُہ ایک فن کار تھے جنھوں نے ڈرامہ کی تخلیق کاری پر توجہ تو دی لیکن اُن کے متون کو نہ سنبھالا۔ اس لیے متون میں بہت سی غلطیاں در آئیں۔ عشرت رحمانی نے آغا حشر کے ڈراموں کی تدوین میں جو کردار ادا کیا ہے۔ یہ مضمون انھی پر روشنی ڈالتا ہے۔

ڈراما یونانی زبان کے لفظ ڈراؤ (DRAU) سے ماخوذ ہے جس کے معنی ''کر کے دکھانا کے ہیں''۔ ڈراما کے حوالے سے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

''ڈراما (DRAMA) کا لفظ یونانی زبان سے بنا ہے جس کے معنی تمثیل، ناٹک یا سوانگ کے ہیں۔ ان سب الفاظ کا مفہوم ہے ''کچھ کر کے دکھانا''۔'' 1

ڈرامے کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ ڈراما ایک ایسی کہانی ہے جسے مختلف کردار اپنی گفت گو اور اپنے عمل کے ذریعے اسٹیج پر پیش کرتے ہیں۔

اُردو ڈرامے نے یونانی اور سنسکرت ڈرامے کی روایت سے جنم لیا اور واجد علی شاہ کا ڈراما ''رادھا کنہیّا کا قصہ'' اُردو کا پہلا ڈراما ہے جو اسٹیج پر پیش کیا گیا۔ اس حوالے سے مسعود حسن رضوی ادیب لکھتے ہیں:

''اُردو کا پہلا ڈراما لکھنے، کھیلنے اور اُردو ڈرامے کے لیے پہلا تھیٹر تعمیر کرنے کا فخر اودھ کے آخری بادشاہ سلطانِ عالم واجد علی شاہ کو حاصل ہے۔'' 2

واجد علی شاہ کے بعد آغا حسن امانت لکھنوی کا ڈراما ''اندر سبھا'' منظرِ عام پر آیا جِسے بے پناہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ بعد ازاں بمبئی کی پارسی تھیڑیکل کمپنیوں نے اُردو ڈرامے کو مقبول عام بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کمپنیوں کے پیش کردہ ڈراموں کا معیار فنی اعتبار سے زیادہ بلند نہیں تھا، کیوں کہ یہ عوامی

Vol.5 No.1 2022
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مزاج کو مدنظر رکھ کر کاروباری نقطۂ نظر سے لکھے اور پیش کیے جاتے تھے۔ مستزاد یہ کہ یہ ڈرامے اپنے منظوم مکالموں، موسیقی اور ناچ گانوں کی بنا پر مقبولیت حاصل کرتے تھے۔ احسن لکھنوی اور آغا حشر نے نہ صرف اُردو ڈرامے کا معیار بلند کیا بل کہ اسے ادبی حوالے سے شہکار بھی بنا دیا۔

آغا حشر نے اُردو اور ہندی میں تقریباً پینتیس (35) ڈرامے لکھے۔ ان میں سے زیادہ تر ڈرامے تو شائع ہی نہیں ہوئے اور جو اشاعت کے مراحل سے گزرے ان میں سے بھی کئی ڈرامے دست یاب نہیں تھے۔ مجلس ترقیٔ ادب نے آغا حشر کے ڈراموں کی اشاعت کا فیصلہ کیا تو یہ ذمہ داری عشرت رحمانی کو سونپی گئی کہ وہ آغا حشر کے ڈراموں کے متون تلاش کریں اور انھیں تحقیق و تدوین کے مراحل سے گزار کر اشاعت کے لیے تیار کریں۔ عشرت رحمانی نے کام کا آغاز کیا اور جتنے ڈراموں کے متون دست یاب ہو سکے اُنھیں مکمل تحقیق اور متن کے جائزے کے بعد پانچ جلدوں میں پیش کیا۔ متن کے ساتھ اُنھوں نے آغا حشر کے مستند سوانحی حالات بھی لکھے اور ڈراموں پر تبصرے بھی تحریر کیے۔

عشرت رحمانی کی تحقیق کے مطابق آغا حشر نے اپنا پہلا ڈراما ''مرید شک'' 1899ء میں لکھا جسے بمبئی کی ''الفریڈ ناٹک منڈلی'' نے اپنے اسٹیج پر پیش کیا۔ اس ڈرامے کو خوب شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس حوالے سے عشرت رحمانی لکھتے ہیں:

''آغا حشر کی یہ پہلی کاوش شائقین میں بہت مقبول ہوئی اور اس کامیابی نے انھیں اس دور کے تھیڑ اور اسٹیج کی دُنیا میں متعارف ہی نہیں کرایا بل کہ ان کی شہرت کو چار چاند لگا دیے۔'' 3

آغا حشر نے اپنے ابتدائی ڈراموں کی بنیاد مغربی ڈراموں کے پلاٹ پر رکھی۔ شیکسپیئر کے کئی ڈراموں سے انھوں نے ڈرامے اخذ کیے۔ ان کا دوسرا ڈراما ''اسیرِ حرص'' تھا جو ایک انگریزی ڈرامے سے ماخوذ تھا۔ اس ڈرامے نے بھی خوب شہرت سمیٹی، عشرت رحمانی لکھتے ہیں:

''ڈراما ''اسیرِ حرص'' کے بعد آغا حشر کی دھاک بیٹھ گئی۔ گانوں کی ندرت اور رنگارنگی، مکالموں میں برجستگی و چستی اور ان کے ساتھ شعر خوانی کی دل کشی و بلند آہنگی نے حشر کی دھوم مچا دی۔'' 4

اس کے بعد آغا حشر نے ایک اور ڈراما ''مارِ آستین'' لکھا۔ پھر ''میٹھی چھری عرف دورنگی دُنیا'' اور ''ٹھنڈی آگ'' لکھے۔ بعد ازاں انھوں نے اپنے ہی ڈرامے ''دامِ حسن'' کو ''شہیدِ ناز عرف اچھوتا دامن'' کے عنوان سے نظرِ ثانی کر کے لکھا۔ یہ ڈراما بھی شیکسپیئر کے ڈرامے سے ماخوذ تھا۔ پھر آغا حشر نے ''سفید خون'' لکھا جو شیکسپیئر کے معروف ڈرامے ''کنگ لیئر'' کے پلاٹ پر مبنی تھا۔ اس کے بعد ''صید ہوس'' لکھا جو انگریزی ڈرامے ''کنگ جان'' سے ماخوذ تھا۔ اس کے بعد ''خوابِ ہستی'' لکھا۔ اِن ڈراموں سے آغا حشر کی شہرت میں بے پناہ اضافہ ہوا۔

1910ء کے آخر میں آغا حشر نے ''انڈین شیکسپیئر تھیٹریکل کمپنی'' کی بنیاد رکھی۔ اس کے لیے انھوں نے ڈراما ''سلور کنگ عرف نیک پروین'' لکھا۔ یہ ڈراما ''جرمِ وفا'' کے عنوان سے بھی پیش کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد آغا حشر نے انتظامی معاملات سے تنگ آکر اپنی کمپنی بند کر دی۔ بعد ازاں انھوں نے ڈراما ''پہلا پیار'' تصنیف کیا۔ اس کے بعد انھوں نے اپنی کمپنی اُسی نام سے دوبارہ شروع کی اور اس کے اسٹیج سے ''خود پرست''، ''خوابِ ہستی''، ''سفید خون'' اور ''صید ہوس'' پیش کیے۔ انھوں نے ایک بار پھر اپنی کمپنی ایک پارسی سیٹھ کاؤس جی کو فروخت کر دی جس نے کمپنی کا نیا نام ''الفریڈ تھیٹر'' رکھا۔ اس کمپنی کے لیے آغا حشر نے کئی ڈرامے لکھے جن میں ''یہودی کی لڑکی''، ''بن دیوی''، ''بلوا منگل عرف سورداس'' اور ''شیر کی گرج'' شامل تھے۔

اس کے بعد آغا حشر نے میڈن تھیٹر کلکتہ کے لیے ''مدھر مرلی''، ''بھگیرت گنگا''، ''ترکی حور'' اور ''آنکھ کا نشہ'' لکھے۔ ان ڈراموں نے بھی خوب مقبولیت حاصل کی۔ انھوں نے ایک بار پھر اپنی ذاتی کمپنی قائم کی اور اس کے اسٹیج سے ڈراما ''بن بانس'' پیش کیا جو ہندو ناظرین میں بہت مقبول ہوا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی کمپنی ایک بار پھر بیچ دی۔

1925ء میں آغا حشر نے گزشتہ چند سالوں میں لکھے گئے تمام ڈرامے میڈن تھیٹر کمپنی کو فروخت کر دیے۔ آپ نے اس کمپنی کے لیے کئی اور ڈرامے بھی تحریر کیے جن میں ''اپرادھی''، ''بھیشم پرتگیہ''، ''دھرمی بالک عرف غریب کی دُنیا''، ''بھارتی بالک عرف سماج کا شکار''، ''رستم و سہراب''، ''عورت کا پیار'' اور ''دل کی پیاس'' شامل ہیں۔

اس کے بعد آغا حشر نے تھیٹر کمپنیوں کو خیر باد کہا اور فلمی دُنیا سے وابستہ ہو گئے۔ انھوں نے کئی ڈراموں کی کہانیوں پر فلمیں بنائیں جنھوں نے خوب شہرت حاصل کی۔ اس حوالے سے عشرت رحمانی لکھتے ہیں:

''حشر میڈن تھیٹرز سے قطع تعلق کرنے کے بعد فلمی دُنیا سے وابستہ ہوئے اور اس سلسلے میں اُنھیں جلد ہی کامیابی حاصل ہو گئی۔'' 5

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1 2022

آغا حشر کے ڈراموں کی پہلی جلد مرتبہ عشرت رحمانی کو مجلس ترقی ادب لاہور نے 1987ء میں شائع کیا۔اس جلد میں آغا حشر کے دو ڈرامے ''اسیرِ حرص'' اور ''ٹھنڈی آگ'' شامل ہیں۔

اس جلد میں شامل ''اسیرِ حرص'' آغا حشر کے ابتدائی دور کا ڈراما ہے۔اس ڈرامے کے مکالموں میں عصری شعور کے تقاضوں کے مطابق تکلف، تصنّع اور زورِ بیان کا عنصر موجود ہے۔اس ڈرامے کا ابتدائی ایڈیشن جے۔ایس۔سنت سنگھ لاہور نے شائع کیا تھا جو نہایت ناقص اور مسخ شدہ حالت میں تھا۔بعد ازاں 1959ء میں سید وقار عظیم نے اُردو مرکز لاہور سے شائع کرایا۔انھوں نے متن کی تصحیح بھی کی مگر پھر بھی بعض اغلاط برقرار رہیں۔1960ء میں عشرت رحمانی نے بھی اس ڈرامے کو تصحیح کے بعد شائع کرایا مگر اس میں کتابت کی بعض اغلاط موجود رہیں۔ مجلس ترقی ادب کے تحت شائع ہونے والے ایڈیشن کے متن پر بھرپور توجہ دی گئی اور اسے اغلاط سے پاک کیا گیا۔

اس جلد میں شامل دوسرا ڈراما ''ٹھنڈی آگ'' ہے۔یہ بھی مصنف کے ابتدائی دور کا ڈراما ہے۔اس کے مکالموں کی زبان بھی مقفیٰ و مسجع ہے نیز اس میں شعر خوانی بھی موجود ہے۔فنی حوالے سے اس ڈرامے میں بعض نقائص بھی ہیں مگر اس میں جدت طرازی سے بھی کام لیا گیا ہے۔انھوں نے کلائمیکس اور انجام کو تحیّر خیز بنایا ہے۔ مجموعی طور پر یہ ڈراما دلچسپ، حیرت انگیز اور نصیحت آموز ہے۔اس ڈرامے کا متن بھی مدون نے محنت اور توجہ سے ترتیب دیا ہے۔ جہاں تصحیح کی ضرورت تھی، کر دی گئی ہے اور وضاحت طلب امور کی وضاحت پاورق میں کر دی گئی ہے۔اس ڈرامے میں بعض مکالمے فارسی میں بھی ہیں جن کی وضاحت پاورق میں موجود ہے۔

آغا حشر کے ڈراموں کی دوسری جلد مرتبہ عشرت رحمانی، مجلس ترقی ادب نے 1997ء میں شائع کی۔اس جلد میں ان کے تین ڈرامے ''شہیدِ ناز عرف اچھوتا دامن''، ''صیدِ ہوس'' اور ''سلور کنگ عرف نیک پروین'' شامل ہیں۔ان تینوں ڈراموں پر تبصرے بھی شاملِ اشاعت ہیں۔ پیش لفظ میں عشرت رحمانی لکھتے ہیں:

> ''آغا حشر نہایت لاپرواواقع ہوئے تھے۔انھوں نے کبھی اپنے کسی ڈرامے کی نقل اپنے پاس نہ رکھی۔نہ کبھی دوستوں کی فرمائش کے باوجود کسی ڈرامے کو شائع کرانے کا خیال کیا۔'' 6

آغا حشر کے بہت سے ڈراموں کے متون تو محفوظ ہی نہ رہے اور جو بازار سے طبع ہوئے وہ متون معیاری نہ تھے بل کہ اغلاط سے بھرپور تھے۔اس جلد میں شامل پہلا ڈراما ''شہیدِ ناز عرف اچھوتا دامن'' ہے۔یہ 1901ء میں شیکسپیئر کے ڈرامے سے اخذ کر کے ''دامِ حسن'' کے عنوان سے تخلیق کیا گیا۔بعد ازاں اس ڈرامے میں ترمیم و اصلاح کر کے اسے ''شہیدِ ناز عرف اچھوتا دامن'' کے عنوان سے لکھا۔یہ 1902ء میں اسٹیج پر پیش ہوا اور مقبولیت حاصل کی۔مرتب کے بقول اس ڈرامے کے مکالمے چست اور برجستہ ہیں۔اس کے مطبوعہ نسخوں کے حوالے سے عشرت رحمانی لکھتے ہیں:

> ''1934ء میں اس ڈرامے کا ایک ناقص نسخہ نرائن دت سہگل پبلشرز و بک سیلر چوک متی لاہور نے شائع کیا تھا۔اس کے بعد دوسرا نسخہ اسی سے نقل کر کے رفیق اینڈ سنز چوک متی لاہور نے 1948ء میں شائع کیا۔یہ دونوں نسخے نہایت مسخ اور خراب و خستہ حالت میں دستیاب ہوئے ہیں۔موجودہ نسخہ ہر ممکن تصحیح کے بعد شائع کیا جا رہا ہے۔'' 7

اس جلد میں شامل دوسرا ڈراما ''صیدِ ہوس'' ہے۔اس ڈرامے پر تبصرہ کرتے ہوئے مرتب کہتے ہیں کہ اس کی زبان اور اندازِ بیان بڑی حد تک ''سفید خون'' کے مشابہہ ہے۔اس ڈرامے کا متن بھی احتیاط سے مرتب کیا گیا ہے اور جہاں تصحیح کی ضرورت تھی، وہ کر دی گئی ہے۔

اس جلد میں شامل تیسرا ڈراما ''سلور کنگ عرف نیک پروین'' ہے۔یہ ڈراما ''اچھوتا دامن''، ''پاک دامن'' اور ''چودھویں صدی کے دوست'' کے ناموں سے بھی مختلف جگہوں پر اسٹیج ہوتا رہا۔اس ڈرامے نے بھی اسٹیج پر خاصی شہرت و مقبولیت حاصل کی۔1914ء میں اس ڈرامے کے خلاصے اور گانوں کی کتاب نیو الفریڈ ناٹک منڈلی نے گرانٹ روڈ بمبئی سے شائع کی۔

اس ڈرامے پر تبصرہ کرتے ہوئے مرتب کہتے ہیں کہ یہ ڈراما طبع زاد ہے اور اس کا اسلوب دوسرے دور کے ڈراموں کی نسبت بہتر ہے۔اشعار اور گانوں کی تعداد کم کر کے مکالموں کو زیادہ چست اور برجستہ بنایا گیا ہے۔

اس ڈرامے کا متن بھی احتیاط سے مرتب کیا گیا ہے اور حسبِ ضرورت تصحیح بھی کر دی گئی ہے۔

آغا حشر کے ڈراموں کی تیسری جلد مرتبہ عشرت رحمانی، کو مجلس ترقی ادب نے 2001ء میں شائع کیا۔اس جلد میں بھی تین ڈرامے ''خوب صورت بلا''، ''خوابِ ہستی'' اور ''بلوا منگل عرف سورداس'' شامل ہیں۔ان تینوں ڈراموں پر تبصرے بھی مرتب نے تحریر کیے ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

مرتب کے بقول "خوب صورت بلا" 1909ء میں تحریر کیا گیا۔اس ڈرامے میں اشعار خوانی کی کثرت نہیں ہے،ڈرامائیت زیادہ ہے۔مزاح کا انداز تو عامیانہ ہے مگر تذبذب اور تصادم کا انداز موثر اور دل چسپ ہے۔اس ڈرامے میں نیکی اور بدی کی کش مکش کے آخر میں خیر کی فتح دکھائی گئی ہے۔اس ڈرامے کا متن بھی پوری احتیاط سے مرتب کیا گیا ہے۔

شاملِ کتاب دوسرا ڈراما "خوابِ ہستی" ہے۔یہ ڈراما آغا حشر کی ڈراما نگاری کے تیسرے دور سے تعلق رکھتا ہے۔اس کا موضوع معاشرتی اور اخلاقی اصلاح ہے۔اس ڈرامے کے حوالے سے مرتب لکھتے ہیں:

"فنی و فکری ترقی کے باوجود اس ڈرامے کے مکالموں میں شعر خوانی اور گانوں کی بھر مار بدستور پائی جاتی ہے۔۔۔۔کہانی کے مکالموں میں زبان و بیان کی سلاست و فصاحت اور اثر انگیز کیفیت میں اضافہ ہوا ہے۔" 8

اس ڈرامے کا متن بھی مرتب نے محنت و جاں فشانی سے ترتیب دیا ہے اور اس میں غلطی کا امکان نہ ہونے کے برابر ہے۔

اس جلد میں شامل تیسرا ڈراما "بلوا منگل عرف سور داس" ہے۔اس کی کہانی ہندوؤں کے مذہبی تصورات پر مبنی ہے اور کرداروں کے نام بھی ہندو ہیں۔ ہندی مکالموں کے اندر کہیں کہیں فارسی کے الفاظ اور تراکیب بھی ہیں۔ مجموعی حیثیت سے اس ڈرامے کی زبان و بیان میں ہر مقام پر سلاست زبان اور ادبیت کی دل کشی کو برقرار رکھا گیا ہے۔یہ 1914ء میں تصنیف ہوا اور کئی سال تک مقبولیت کے ساتھ دھوم دھام سے پیش کیا جاتا رہا۔

آغا حشر کی یہ تصنیف،اپنے موضوع، پلاٹ، فنی لوازمات اور ادبی محاسن کے اعتبار سے ان کے دوسرے بلند پایہ شاہ کاروں میں شامل ہے۔اس کا متن بھی احتیاط کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔

آغا حشر کے ڈراموں کی چوتھی جلد مرتبہ عشرت رحمانی، مجلس ترقی ادب سے 2002ء میں شائع ہوئی۔اس جلد میں بھی ان کے تین ڈرامے "سفید خون"، "یہودی کی لڑکی" اور "بن دیوی" شامل ہیں۔اِن تینوں ڈراموں پر مرتب نے تبصرے بھی تحریر کیے ہیں۔

ڈراما "سفید خون" پر تبصرہ کرتے ہوئے تبصرہ نگار اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس ڈرامے کا پلاٹ شیکسپیئر کے ڈرامے "کنگ لیئر" سے اخذ شدہ ہے۔یہ آغا حشر کے تیسرے دور کا ڈراما ہے۔اس میں ڈرامائیت کا عنصر موجود ہے اور مکالموں میں بھی ارتقائی تبدیلی کے اثرات دکھائی دیتے ہیں۔فکری پختگی بھی اور خطیبانہ اسلوب بھی۔مزاحیہ حصے کے کردار بھی اصل کہانی کے ساتھ گہری وابستگی رکھتے ہیں اس لیے بے ربط معلوم نہیں ہوتے۔البتہ واقعات کے دروبست میں کہیں کہیں جھول پایا جاتا ہے۔اس ڈرامے کے حوالے سے مرتب لکھتے ہیں:

"حشر اپنے زورِ بیان کی بدولت ایک جداگانہ انداز کے مالک تھے۔اگرچہ اس ڈرامے کے اصل پلاٹ کے مکالمے بھی جیسا کہ ذکر کیا گیا مقفیٰ و مسجّع ہیں لیکن ان کی چستی و برجستگی مجموعی طور پر اُردو ڈرامے کی ارتقائی منزل کی نشان دہی کرتی ہے اور اپنے ہم عصر ڈراما نویسوں میں حشر کو ایک منفرد اور ممتاز درجہ دیتی ہے۔" 9

مرتب نے اس ڈرامے کا متن تو ترتیب دیا ہے مگر نہ تو اس کے مآخذ تحریر کیے ہیں اور نہ ہی حواشی میں کسی تصحیح کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔اس جلد میں شامل دوسرا ڈراما "یہودی کی لڑکی" ہے۔اس ڈرامے پر تبصرہ کرتے ہوئے مرتب نے اسے آغا حشر کی طرزِ نگارش کا ترقی یافتہ نمونہ قرار دیا ہے۔ان کے بقول اس میں فنی لوازم اور اسلوبِ بیان کے علاوہ پلاٹ اور ہیئت میں بھی بہتری لائی گئی ہے۔اس ڈرامے کے اسلوب کے حوالے سے عشرت رحمانی نے لکھا ہے:

"مکالموں میں نسبتاً سلاست و فصاحت اور جوش بیان و خطابت کا وہ اسلوب نمایاں ہے جسے آغا صاحب نے تیسرے دور کے اواخر میں اختیار کیا تھا۔" 10

اس ڈرامے کے متن کے حوالے سے بھی مرتب نے معلومات فراہم نہیں کیں کہ اس کی بنیاد کس نسخے پر ہے اور وہ نسخہ کب اور کہاں سے شائع ہوا تھا؟

اس جلد میں شامل تیسرا ڈراما "بن دیوی" ہے۔یہ ڈراما ہندو دیومالا کی ایک قدیم داستان سے ماخوذ ہے۔یہ آغا حشر کا پہلا ہندی ڈراما تھا۔اس کا پلاٹ ایسا تھا کہ جو ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کے لیے پسندیدہ تھا۔اس میں نیکی اور سچائی کی تلقین کی گئی تھی اور شر کے مقابلے میں خیر کی فتح دکھائی گئی تھی۔

اس ڈرامے کے متن کے مآخذ کے حوالے سے بھی مرتب نے کوئی معلومات نہیں دیں۔

آغا حشر کے ڈراموں کی پانچویں اور آخری جلد مرتبہ عشرت رحمانی، کو مجلس ترقی ادب نے 2004ء میں شائع کیا۔اس جلد میں بھی تین ڈرامے "آنکھ کا نشہ"، "ترکی حور" اور "رستم و سہراب" شامل ہیں۔ان تینوں ڈراموں پر مفصل تبصرے بھی شاملِ اشاعت ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.5 No.1 2022

اس جلد میں شامل پہلے ڈرامے کے حوالے سے مرتب نے جو تبصرہ کیا ہے اس کا مفہوم ہے کہ آغا حشر نے یہ طبع زاد ڈراما 1922ء میں میڈن تھیٹرز کی ذیلی کمپنی اوریجنل پارسی الفریڈ تھیٹریکل کمپنی آف کلکتہ و بمبئی کے لیے تحریر کیا۔اس ڈرامے میں بھی انھوں نے معاشرتی اصلاح کو مدنظر رکھا۔اس ڈرامے کی زبان نہایت دل کش و فصیح ہندی تھی۔ڈرامائی لوازمات اور واقعاتی کش مکش عروج پر ہیں۔گانوں کی تعداد کم اور مکالمے چست اور پُراثر ہیں۔مکالموں کی زبان بھی شاعرانہ ہے۔نقطۂ عروج تحیّر خیز اور موثر و عبرت ناک ہے۔یہ ڈراما بھی اصلاحی ہے۔اس کے متن کے حوالے سے بھی مرتب نے کوئی معلومات نہیں دیں کہ اس کا متن کہاں سے اور کب شائع ہوا تھا؟

پانچویں جلد میں شامل دوسرا ڈراما ''ترکی حور'' ہے۔یہ ڈراما بھی 1922ء میں تحریر کیا گیا،یہ بھی اصلاحی رنگ لیے ہوئے ہے۔اس ڈرامے میں ڈراما نگار نے مقفیٰ و مسجّع نثر کی بجائے سلیس،سادہ اور رواں نثر کو اختیار کیا ہے۔مزید برآں بے جا شعر خوانی کا خاتمہ کیا اور گانوں کا انداز بھی تبدیل کیا ہے۔اس ڈرامے نے بھی بے پناہ شہرت و مقبولیت حاصل کی جس کی بڑی وجہ اس کے برجستہ مکالمے تھے۔

اس ڈرامے کے متن کے مآخذ کے بارے میں بھی مرتب نے کوئی معلومات نہیں دیں۔

اس جلد میں شامل آغا حشر کا تیسرا ڈراما ''رستم و سہراب'' ہے۔جو 1930ء میں تحریر کیا گیا اور پارسی امپیریل تھیٹریکل کمپنی نے اسے بمبئی میں نمائش کے لیے پیش کیا۔اس ڈرامے کی نمائش کے لیے زرِ کثیر خرچ کیا گیا۔لیکن اس ڈرامے کے خلاف پارسی سیٹھوں نے سازش کی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حکومتِ وقت بھی اس ڈرامے کو ناکام بنانا چاہتی تھی کیوں کہ اس کا خیال تھا کہ اس ڈرامے کے ذریعے آغا حشر ہندوستان کے لوگوں کو آزادی کے حصول کا پیغام دینا چاہتے ہیں۔اس ڈرامے کے حوالے سے عشرت رحمانی لکھتے ہیں:

> ''اگر یہ ڈراما سازشی ہتھکنڈوں سے ناکام نہ ہوتا تو اس کے اسلوب اور طرزِ نگارش کی کامیابی و مقبولیت ملک میں تہلکہ مچا دیتی اور پھر دوسری کمپنیوں کے ڈراما نگاروں کے قدیم گھسی پٹی روش کے ڈرامے ہرگز کامیاب نہ ہو سکتے۔۔۔۔اس دور میں حشر کے مقابلے کا کوئی دوسرا ڈراما نویس ایسا نظر نہیں آتا تھا جو اس انداز کی زبان و بیان پر قادر ہوتا۔'' 11

یہ ڈراما اپنے پلاٹ،واقعاتی الجھاؤ،کش مکش،نقطۂ عروج اور اختتام کے حوالے سے ایک یادگار ڈراما ہے۔اس کا اسلوب بھی زورِ بیان اور زبان کی سلاست کی وجہ سے شان دار ہے۔ایک ایک فقرہ فصاحت و بلاغت کا دل پذیر ادب پارہ ہے۔یہ شاعرانہ نثر کا بے مثل نمونہ ہے۔ڈرامائی دروبست،فنی لوازمات،کردار نگاری اور فکری گہرائی کے اعتبار سے بھی یہ ایک زبردست تمثیل ہے۔

عشرت رحمانی نے آغا حشر کے ڈراموں کے متون بڑی محنت و جاں فشانی سے نہ صرف جمع کیے بل کہ ان کا بہ نظرِ عمیق مطالعہ بھی کیا۔جہاں تصحیح کی ضرورت تھی وہاں قیاسی تصحیح بھی کی۔جن ڈراموں کے ایک سے زیادہ مطبوعہ متون دست یاب تھے ان کا متن مختلف نسخوں کا تقابل کر کے ترتیب دیا اور یوں آغا حشر کے ڈراموں کا معیاری متن قارئینِ ادب کے لیے مرتب کیا۔اُنھوں نے آغا حشر کے حالاتِ زندگی بھی تفصیل سے لکھے اور آغا حشر کے ڈراموں پر تبصرے بھی تحریر کیے اور ان تبصروں میں ڈراموں کے مآخذ کے حوالے سے قابلِ قدر معلومات پیش کیں۔نیز ڈراموں کے اسلوب،کردار نگاری،پلاٹ اور دیگر فنی لوازمات کے حوالے سے بھی اپنی آرا کا اظہار کیا ہے۔اُردو ڈرامے کی تدوین کے حوالے سے ان کی یہ کاوش قابلِ قدر ہے اور آغا حشر اور ان کے فن کی تفہیم میں مدو معاون ہے۔

حوالہ جات:

1۔ رفیع الدین ہاشمی،ڈاکٹر،اصنافِ ادب،لاہور:سنگِ میل پبلی کیشنز،2102ء،ص137
2۔ مسعود حسن رضوی ادیب،لکھنؤ کا عوامی سٹیج،لکھنؤ،1957ء،ص6
3۔ عشرت رحمانی،مرتب،آغا حشر کے ڈرامے،جلد اوّل،لاہور:مجلس ترقی ادب،1987ء،ص19
4۔ ایضاً،ص22
5۔ ایضاً،ص33
6۔ عشرت رحمانی،مرتب،آغا حشر کے ڈرامے،جلد دوم،لاہور:مجلس ترقی ادب،1997ء،ص6
7۔ ایضاً،ص14
8۔ عشرت رحمانی،مرتب،آغا حشر کے ڈرامے،جلد سوم،لاہور:مجلس ترقی ادب،2001ء،ص167
9۔ عشرت رحمانی،مرتب،آغا حشر کے ڈرامے،جلد چہارم،لاہور:مجلس ترقی ادب،2002ء،ص5
10۔ ایضاً،ص125
11۔ عشرت رحمانی،مرتب،آغا حشر کے ڈرامے،جلد پنجم،لاہور:مجلس ترقی ادب،2004ء،ص244